بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، وَالصَّلاۃُ وَالسَّلامُ عَلَی خَاتَمِ الأَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَی آلِہِ وَصَحْبِہِ أَجْمَعِیْنَ، أَمَّا بَعْدُ:

# 105: کرامت اولیاء کا بیان (حصہ دوم)

العقیدۃ الواسطیۃ لشیخ الاسلام الامام ابو العباس احمد ابن تیمیہ رحمہ اللہ، شرح فضیلۃ الشیخ العلامہ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ۔

اور پچھلے درس میں ہم بات کر رہے تھے عقیدے کے اصول میں سے چوتھے اصول پر "کرامات الأولیاء" (اللہ تعالیٰ کے اولیاء کی کرامات کا بیان)۔

اور شیخ الاسلام رحمہ اللہ کے اس جملے پر پہنچے ہیں شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "وما یجري اللہ علی أیدیھم من خوارق العادات"۔

ہم بات کر رہے تھے خوارق العادات کے تعلق سے ، وہ اُمور جو خلاف عادات کونیہ ہوتے ہیں جنہیں اَن نیچرل (Unnatural) چیزیں بھی کہتے ہیں جو عقل کو حیران کر دیتے ہیں انبیاء کے لیے معجزات ہوتے ہیں اور جو صحیح لفظ ہے وہ ہے "آیات جمع آیۃ"۔

قرآن اور سنت میں انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے لیے اللہ تعالیٰ نے جو اُن کے ہاتھوں خوارق العادات چیزیں بیان کی ہیں انہیں آیات کہا جاتا ہے اور بعض لوگ معجزات بھی کہتے ہیں، جو معروف اور مشہور ہے لوگوں میں وہ معجزہ یا معجزات کا لفظ ہے اور جو صحیح لفظ ہے جبکہ یہ لفظ بھی ٹھیک ہے لیکن قرآن اور سنت میں جو لفظ ہے وہ ہے آیات کا۔

جو معجزات کا لفظ ہے یہ لغت سے لیا گیا ہے یعنی عقل کو عاجز کر دینے والے اُمور جو خلاف عادات ہوں۔

اور اللہ تعالیٰ کے اولیاء پر بھی اللہ تعالیٰ کا خاص کرم ہوتا ہے اُن میں سے بعض اولیاء کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ کچھ ایسے اُمور جاری کر دیتا ہے جو عقل کو عاجز کر دیتے ہیں اور ان چیزوں کو کہتے ہیں کرامات (کرامت سے)۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ اس جملے کی شرح میں فرماتے ہیں:

"خوارق" جمع خارق ہے، اور "العادات" جمع ہے لفظ عادت کی۔

تو خوارق العادات سے مراد یہ ہے:

"ما یأتي علی خلاف العادۃ الکونیۃ" (جو عادت کونیہ کے خلاف چیز ہوتی ہے)۔

یعنی مثال کے طور پر سورج جو ہے وہ اللہ تعالیٰ کی مرضی سے حرکت ہوتا ہے سورج رُکتا نہیں ہے کسی کے لیے اور یہ العادۃ الکونیۃ ہے، اللہ تعالیٰ نے سورج کو ایسے ہی پیدا کیا ہے کہ اُسے مشرق سے نکلنا ہے اور مغرب میں جا کر ڈوب جانا ہے اس طریقے سے جو دن ہے مکمل ہو جاتا ہے۔

جب یہ سورج رُک جاتا ہے کسی کے کہنے پر تو پھر خلاف عادت ہو جاتا ہے یہ معاملہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی یوشع بن نون علیہ الصلاۃ والسلام کے لیے اللہ تعالیٰ کا خاص معجزہ تھا آیت تھی اُن کے لیے کہ سورج کو اشارہ کر کے کہا: "کہ تمہیں بھی حکم دیا گیا ہے کہ تم نے حرکت کر کے ڈوب جانا ہے مغرب کی طرف مجھے بھی اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ میں نے اس جنگ میں کامیابی حاصل کرنی ہے تو رُک جاؤ تھوڑی دیر کے لیے"۔

کیونکہ بنی اسرائیل جو ہیں ہفتے کے دن جنگ اور جہاد نہیں کرتے تھے اور جمعہ کا دن تھا سورج غروب ہونے کے بعد ہفتے کا دن شروع ہونا تھا تو سورج کو اشارہ کر کے روکا اور سورج رُک گیا اللہ کے حکم سے، تو یہ اس عظیم نبی کے لیے آیت تھی (معجزہ تھا)۔

یوشع بن نون علیہ الصلاۃ والسلام یہ وہ ہیں جن کا ذکر سورۃ الکھف میں ہے: ﴿لِفَتٰىهُ﴾ (الکھف:60)؛ سیدنا موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے ساتھ جو اُن کے ساتھی تھے شاگرد تھے تو سیدنا موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی وفات کے بعد بنی اسرائیل کے نبی سیدنا یوشع بن نون علیہ الصلاۃ والسلام تھے۔ (تو یہ خرق عادت چیز ہے)۔

اور اسی طریقے سے جو اللہ تعالیٰ کے اولیاء ہیں اللہ تعالیٰ ان کے ہاتھوں بھی کچھ ایسے اُمور جاری کر دیتا ہے پچھلے درس میں گزر چکا ہے اس کے چند اُسباب اور حکمت، اور آج کے درس میں بھی کچھ ایسی باتیں کریں گے ان شاءاللہ لیکن یہ چیزیں جو ہیں واقع ہوتی ہیں اور اہل سنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ ہمارا ان چیزوں پر ایمان ہے بشر طیکہ صحیح دلیل کی روشنی میں یہ معاملات بیان کیے جائیں۔ انکار کس چیز کا ہے؟ جس چیز کی دلیل نہیں ہے صرف قصے کہانیاں ہوتے ہیں۔

اور دوسری بات کہ کیونکہ ولایت تا قیامت رہے گی اور کرامت بھی تا قیامت رہے گی جیسے آگے بیان ہو گا اب سابقہ اُمتوں میں یہ کرامات جو جاری ہوئی ہیں اُن کے دلائل تو موجود ہیں قرآن اور سنت میں جیسے میں نے مثال دی ہے اصحاب الکھف کی انبیاء نہیں تھے جوان لڑکے تھے اللہ تعالیٰ کے اولیاء میں سے تھے، کہف میں اُن کا جو سونا تھا تین سو نو (309) سال زندہ رہے سوتے رہے اُن کے لیے کرامت تھی۔

اسی طریقے سے مریم علیہا الصلاۃ والسلام مخاض کی حالت میں بچے کو پیدا کیا شدید کمزوری کی حالت میں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ کھجور کے درخت کو ہلاؤ آپ کے لیے تازہ کھجوریں گریں گی، یہ بھی اُن کے لیے کرامت تھی۔

تو اللہ تعالیٰ کے اولیاء کے لیے جو سابقہ اُمتوں میں سے ہیں جو دلائل موجود ہیں، ہمارا اُن پر ایمان ہے۔

اور جو آنے والے وقت میں یا ہمارے زمانے میں اگر کوئی شخص کسی کرامت کا دعویٰ کرتا ہے یا کوئی کہتا ہے کہ فلاں کی ہم نے کرامت دیکھی ہے تو اسے پھر کس بنیاد پر مانا جائے گا؟ اُس کا کیا ترازو ہے ہمارے پاس؟ اُس کے قول و فعل کو ہم تولیں گے قرآن اور سنت پر۔

کیونکہ ولی کون ہوتا ہے؟ ولی کی ولایت کس بنیاد پر قائم ہوتی ہے؟ ایمان اور تقویٰ پر: ﴿أَلَآ إِنَّ أَوۡلِيَآءَ ٱللَّهِ لَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُونَ ۝٦٢ ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَكَانُواْ يَتَّقُونَ ۝٦٣﴾(یونس:62-63)۔

"ایمان اور تقویٰ": جس کا قول و فعل جس کی زندگی ایمان اور تقویٰ کی بنیاد پر قائم ہو یہ شخص اللہ تعالیٰ کا ولی ہوتا ہے اور اگر اِس شخص سے کچھ ایسے اُمور جاری ہو جائیں جو خوارق العادات ہیں جو عقل کو عاجز کر دیتے ہیں تو اُن کو ماننے میں کوئی قباحت نہیں ہے، ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ اولیاء کے ہاتھوں کرامات کو جاری کر دیتا ہے۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں: یہ جو کرامات ہیں ان کی دلالات ہیں کہ یہ کس چیز کی طرف دلالت کرتی ہیں وہ کیا چیزیں ہیں؟ شیخ صاحب فرماتے ہیں: "وهذه الكرامات لها أربع دلالات": چار چیزوں کی طرف دلالت کرتی ہیں:

1-اللہ تعالیٰ کی کمال قدرت کا بیان کہ یہ معاملہ جو ہوا ہے یا جو اُمر خرق عادت ہوا ہے یہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے جاری ہوا ہے، تو اللہ تعالیٰ کی کمال قدرت کا ثبوت ہے یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت جو ہے وہ تمام اور کامل قدرت ہے۔

2-دوسری چیز یا دوسری دلالت جو ہے کہ اُن لوگوں کی تکذیب ہوتی ہے جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ نیچر ہر چیز کرنے والی ہے۔

اور کرامت میں کیونکہ اَن نیچرل (Unnatural) چیز ہوتی ہے خرق عادت چیز ہوتی ہے اگر نیچر خود کچھ کرنے والی ہوتی تو اس میں کوئی تبدیلی نہ ہو سکتی کسی شخص کے کہنے پر یا کسی شخص کے اشارے پر یا کسی شخص کے کسی قول اور فعل سے اُس پر اثر نہیں ہونا چاہیے تھا، جب اس نیچر میں اس طبیعت میں تبدیلی آئی ہے اس کا مطلب ہے کہ یہ جو دعویٰ ہے ان لوگوں کا یہ دعویٰ باطل ہو جاتا ہے کہ نیچر ہی سب کچھ کرنے والی ہے۔

3-تیسری چیز شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کرامت دلالت کرتی ہے کہ جس نبی کی اتباع کرنے والا یہ شخص ہے جس کے ہاتھوں سے یہ کرامت جاری ہوئی ہے کہ یہ اُس نبی کے لیے آیت اور معجزہ ثابت ہو جاتی ہے جیسا کہ پچھلے درس میں اور پہلے گزر چکا ہے۔ یعنی نبی حق ہے اُس کی دعوت بھی حق ہے اور یہ کرامت اُس نبی کے لیے بھی ثابت ہو جاتی ہے کیونکہ اگر یہ شخص نبی پر

ایمان نہ رکھنے والا ہوتا تو کبھی مومن نہ ہوتا اور مومن نہ ہوتا تو کبھی اللہ کا ولی نہ ہوتا، اور اگر ولی نہ ہوتا تو پھر کرامت بھی اُس کے لیے ثابت نہ ہوتی۔

4-اور چوتھے نمبر پر کرامت دلالت کرتی ہے اس معاملے کی طرف کہ جو شخص ہے اس کے لیے یہ کرامت ہے اور اُس کے لیے ثابت قدمی ہے، اگر وہ دعوت دے رہا ہے اس کی دعوت حق ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تائید اُس شخص کے لیے ہو جاتی ہے اور اُس کے لیے کرامت بھی ثابت ہو جاتی ہے اور معنی یہ ہے کہ یہ بندہ جو ہے اللہ تعالیٰ کی نظروں میں بڑی عزت والا بڑے شرف والا بندہ ہے اللہ تعالیٰ اس کے قول اور فعل کو قبول کرتا ہے اس بنیاد پر اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو اس کرامت سے نوازا ہے۔

پھر شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''في أنواع العلوم والمكاشفات وأنواع القدرة والتأثيرات'': یہ جو کرامات ہوتی ہیں ان کی دو قسمیں ہیں جیسے کہ شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس جملے کے تعلق سے کہ کرامت کی دو قسمیں ہیں:

(۱) ایک قسم کا تعلق ہے علوم المکاشفات سے (علم سے ہے) اور چھپی ہوئی چیزوں کو کشف کرنے سے ہے۔

(۲) اور دوسرا جو ہے: ''وقسم آخر يتعلق بالقدرة والتأثيرات'': قدرت اور دوسری چیزوں میں اثر انداز ہونے سے۔

اب یہ چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں؛ علوم کے تعلق سے شیخ صاحب فرماتے ہیں: کچھ ایسا علم کسی شخص کو عطا کیا جائے جو کسی اور کے پاس نہ ہو، اور مکاشفات کا مطلب یہ ہے کہ کچھ ایسی چیزیں اُس شخص کے لیے ظاہر کر دی جائیں جو دوسرں کے لیے یہ چیزیں ظاہر نہ ہوں اور چھپی ہوئی ہوں۔

پہلی کی مثال یعنی علم کی مثال جو ہے شیخ صاحب فرماتے ہیں: سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے ان کی جو بیوی تھیں حاملہ تھیں ان کو پتہ چل گیا تھا جبکہ بچہ ماں کے پیٹ کے اندر تھا کہ یہ بچہ جو ہے لڑکی ہے بچی ہے (مادہ ہے نر نہیں ہے، تو ماں کے پیٹ کے اندر سے ہی اُن کو پتہ چل گیا تھا)۔

اور دوسرے کی مثال مکاشفات کی مثال جو ہے کہ کوئی چھپی ہوئی چیز کا ظاہر ہو جانا شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ) شرح عقیدۃ واسطیۃ میں جیسا کہ سیدنا امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے یہ معاملہ ہوا کہ ایک مرتبہ جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے منبر پر تو صحابہ نے سنا سیدنا عمر اچانک یہ کہنے لگے: ''يا سارية! الجبل!، يا سارية! الجبل!'': صحابی کا نام تھا جو جہاد پر گئے ہوئے تھے سیدنا عمر نے اچانک یہ کہنا شروع کر دیا اے ساریہ! پہاڑ کی طرف مڑ جاؤ پہاڑ کی طرف چلے جاؤ؛ تو صحابہ کرام کو تعجب ہوا کہ اچانک کیا ہو گیا؟! پھر دریافت کیا اور پوچھا سیدنا عمر بن الخطاب سے، سیدنا عمر نے جواب دیا فرماتے ہیں: کہ میں نے دیکھا یہ معاملہ (یعنی مجھے دکھایا گیا اللہ تعالیٰ کی طرف سے) کہ ساریہ رضی اللہ عنہ جو ہیں ساتھ تھے جو ایک عراق کی

طرف جنگ تھی اُس جنگ میں سربراہ تھے اور لیڈر تھے اُس دستے کے دشمن نے ان کو گھیر کر رکھا ہوا تھا اور آہستہ آہستہ دشمن آگے بڑھ رہے تھے تو ایک ہی ذریعہ تھا بچنے کے لیے کہ اگر پہاڑ کی طرف آپ رُخ کر کے پہاڑ کو اپنے پیچھے کر لیں تو اُن کے لیے بچنے کا ایک ذریعہ تھا تو سیدنا عمر نے جب یہ بات کہی تو ساریہ تک یہ آواز پہنچی اور اس پر عمل کیا اور اس طریقے سے وہ بچ گئے۔

یہ دو روایات جو ہیں شیخ صاحب فرماتے ہیں یہ معاملہ جو ہے یہ مکاشفات سے ہے اور یہ اُمر واقع ہے لیکن یہ بعید ہے کہ اس طریقے سے چیزیں ہوں۔ اب ان کی اس روایت کے تعلق سے سند کے تعلق سے اور صحت کے تعلق سے دیکھیں کہ بعض علماء نے کہا ہے یہ صحیح ہیں دونوں اور علامہ البانی نے بھی یہی کہا ہے کہ یہ روایت صحیح ہے، اور بعض محققین علماء کہتے ہیں کہ یہ صحیح نہیں ہے، بعض کہتے ہیں کہ متن میں نکارت ہے، بعض کہتے ہیں سند میں علّت ہے۔

الغرض؛ اگر یہ روایات یا یہ آثار جو ہیں کوئی غلط بھی سمجھتا ہے یا صحیح نہیں سمجھتا سند کے اعتبار سے لیکن کیا یہ ہونا ممکن نہیں ہے کرامت میں؟ امکان ہے ہمارا ایمان ہے، ہمارا ایمان ہے کہ کرامات جاری ہوتی ہیں اللہ تعالیٰ کے اولیاء کے لیے اور ابو بکر صدیق اور عمر اگر اولیاء نہیں ہیں تو پھر کون اولیاء ہیں؟!

ہمارا یہ ایمان ہے کہ صحابہ جو ہیں اولیاؤں کے سردار ہیں اور یہ دونوں صحابہ صحابہ کے سردار ہیں سیدنا عمر اور سیدنا ابو بکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہم عن الصحابۃ أجمعین)۔

تو یہ معاملہ کرامات میں سے ہے اِس کا امکان بھی ہے، جو علماء ان روایت کی تصحیح کرتے ہیں اور کہتے ہیں صحیح ہیں تو الحمد للہ، اور جو کہتے ہیں کہ نہیں یہ ضعیف ہیں تو اس سے جو اصل معاملہ ہے جو اصل مدّعا ہے یہ ختم نہیں ہوتا کرامات اولیاء پھر بھی ثابت ہوتی ہیں باقی دلائل سے۔

پھر شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ اگلی قسم کی مثال دیتے ہیں: "القدرة والتأثيرات" (کسی چیز پر قدرت کا ہونا اور اس پر اثر انداز ہونا)۔

اس کی مثال جیسا کہ مریم علیہ الصلاۃ والسلام کے لیے کھجور کے درخت کو ہلانا، یعنی اُس کمزوری کی حالت میں جب بچہ پیدا ہوا تھا اور اُن کے لیے تازہ کھجوروں کا گرنا اس درخت سے اور یہ قرآن مجید میں ہے یہ مریم علیہ الصلاۃ والسلام کے لیے کرامت تھی۔

اچھا میرا سوال یہ ہے کہ جب کھجوریں اللہ تعالیٰ نے ہی گرانی تھیں تو اللہ تعالیٰ نے مریم علیہ الصلاۃ والسلام کو حکم کیوں دیا کہ درخت کو ہلائیں ویسے ہی کھجوریں گرا دیتا اللہ تعالیٰ؟ کیا سبق ہے ہمارے لیے؟ اسباب۔ کس چیز کے اسباب؟ دیکھیں توکل کا حق کیسے ادا ہوتا ہے؟ "سبب شرعی"۔

رزق اللہ تعالیٰ دیتا ہے لیکن اس کے لیے سعی کرنا ہمارا کام ہے۔ حق توکل کیسے ادا ہوتا ہے؟ جب آپ اسباب شرعیہ جو شرعاً اسباب جائز ہیں وہ اختیار کریں اور رزق کا معاملہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیں۔

اور اس میں بہت بڑا سبق ہے کہ سبب شرعی کو اپنانے سے ہی توکل کا حق ادا ہوتا ہے ورنہ تو کھجوریں ویسے بھی اللہ کے حکم سے گری ہیں اس ہلانے سے نہیں گریں کیونکہ صرف ہاتھ لگایا ہے۔

اور کہاں ہلتی ہیں مجھے دو لوگ تین لوگ مل کر ہلا کر دکھائیں کھجور کا درخت ہل سکتا ہے؟! کہاں ہل سکتا ہے؟! اتنی مضبوط اس کی جڑیں ہوتی ہیں اتنا مضبوط ہوتا ہے۔

دیکھیں باقی پھل آپ ہلا کر گرا سکتے ہیں باقی درخت جو ہیں کبھی دیکھا ہے کہ کھجور کا درخت ہلانے سے پھل گرتا ہے؟! پتہ ہے کھجور کے کیسے پھل اتارے جاتے ہیں دیکھا ہے آپ نے؟ پھل تک خود پہنچا جاتا ہے اوپر پھر جا کر اُسے کاٹا جاتا ہے (خوشے جو ہیں وہ کاٹے جاتے ہیں) کھجور ایسے نہیں کہ آپ کے ہلانے سے زمین پر کھجور گر جائے اِلَّا یہ کہ وہ بہت زیادہ پک جائے اور خود گر جائے تو الگ بات ہے، جب اوور رائپ (Overripe) ہو جاتے ہیں وہ گر جاتے ہیں لیکن اگر وہ تازہ ہوں اور کھانے کے قابل ہوں اور صحیح ہوں تو ان کا گرنا جو ہے ایسے صرف زمین پر ہلانے سے ممکن نہیں ہے۔

الغرض؛ تو اس میں بہت بڑا سبق ہے حق توکل کا۔

اور اسی طریقے سے اس کی دوسری مثال القدرۃ والتاثیرات کی کہ سلیمان علیہا الصلاۃ والسلام کے قصے میں (اللہ کے پیارے نبی سلیمان علیہ الصلاۃ والسلام کے قصے میں) کہ جب سبأ کی جو کوئن (Queen) تھی جو ملکہ تھی اس کا عرش اس کے تخت کو لے جانے کے لیے جو ایک شخص نے کہا کہ میرے پاس علم ہے اور میں یہ تخت آپ کے پلک جھپکنے سے پہلے تک پہنچا سکتا ہوں (سبحان اللہ)؛ اور ایسا ہی ہوا۔

یہ کیا تھا؟ اب عرش کہاں پر تھا تخت کہاں پر تھا بلقیس کا؟ یمن میں تھا۔ اور سلیمان علیہ الصلاۃ والسلام کہاں پر تھے؟ شام کے علاقے میں تھے۔

یعنی آپ دیکھیں جزیرۂ عرب ہے ایک جگہ بالکل ساؤتھ (South) میں ہے آخر میں یمن (جنوب میں) اور دوسری شمال میں ہے (North میں ہے) بالکل دور؛ اگر آپ گاڑی پر بھی جائیں جہاز پر بھی جائیں (چھوڑیں گاڑی کو آپ) جہاز پر کتنے گھنٹے لگتے ہیں؟ کم سے کم چار گھنٹے لگتے ہوں گے، چار پانچ گھنٹے میرا خیال ہے اس سے کم نہیں ہوں گے۔؛ اور پلک جھپکنے سے ہی اب وہ تخت بھی آگیا پورا اور آنکھوں کے سامنے یہ کیا ہے؟! یہ کرامات میں سے ہے (سبحان اللہ)۔

پھر شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "والمأثور عن سالف الأمم في سورة الكهف وغيرها وعن صدر هذه الأمة من الصحابة والتابعين وسائر فرق الأمة"(اور جو مأثور ہے(یعنی اثر میں ثابت ہے جس کے دلائل ہیں))"عن سالف الأمم"(پچھلی اُمتوں میں سے جو گزر چکی ہیں)"في سورة الكهف"(سورۃ الکھف میں)"وغيرها"(اور اس کے علاوہ بھی دلائل موجود ہیں اور اس امت کے صدر یعنی ابتداء میں صحابہ کرام اور تابعین سے جو کرامات ثابت ہوئی ہیں جن کے دلائل موجود ہیں)"وسائر فرق الأمة"(اور امت کے باقی جو فرقے ہے باقی جو اُمتیں ہیں)۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جو کرامات ہیں وہ پچھلی اُمتوں میں بھی موجود ہیں(سابقہ اُمتوں میں) جیسا کہ اصحاب الغار کا قصہ۔

اصحاب الکھف کے علاوہ اصحاب الغار بھی ہیں جن کا قصہ متفق علیہ حدیث میں آیا ہے جو شدید اندھیری رات میں تین ساتھی تھے غار میں چلے گئے اُس اندھیری رات سے بچنے کے لیے طوفان سے بچنے کے لیے تو غار کا جو منہ تھا تو اس پر ایک بڑی چٹان آ کر گر گئی اور غار کا راستہ بند ہو گیا، پھر اُن لوگوں نے آپس میں مشورہ کیا بڑی کوشش کی دھکا لگانے کی ہٹانے کی تو اتنا زیادہ وزنی وہ پتھر تھا اور چٹان تھی کہ اُن سے ہلائی نہیں گئی، تو انہوں مشورہ کیا کہ ایسا کرتے ہیں اپنے اعمال صالحہ کو وسیلہ بناتے ہیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس مصیبت سے نجات دے(ورنہ وہ ہلاکت تھی اُن کے لیے!)۔

تو تین لوگوں نے اپنے جو بھی عمل اُن کو نظر آئے کہ انہوں نے صرف اللہ تعالیٰ کے لیے خالصتاً وہ عمل کیے تھے اُس عمل کو وسیلہ بنایا اور یہ پتھر اُس عمل صالحہ کے وسیلے کے ذریعے آہستہ آہستہ ہلنا شروع ہوا اور پھر جب تیسرے شخص نے ان میں سے اپنے عمل صالحہ کو وسیلہ بنایا تو وہ پتھر جو ہے وہ چٹان جو ہے وہ راستے سے ہٹ گئی۔

یہ کیا تھا اُن کے لیے؟ انبیاء تو نہیں تھے ناوہ "کرامت" یہ کرامت تھی اُن لوگوں کے لیے اور یہ قصہ معروف قصہ ہے متفق علیہ حدیث میں صحیح بخاری مسلم میں، قصۃ أصحاب الغار سے یہ قصہ معروف ہے(غار والوں کا قصہ)۔

اور سیدنا أسید بن حضیر کا قصہ بھی میں پچھلے درس میں بیان کر چکا ہوں متفق علیہ حدیث میں، اور بعض صحابہ کے لیے کھانے کا زیادہ ہونا، یہ سارے قصے جو ہیں یہ ثابت ہیں۔

اور تابعین میں بھی یہ چیزیں موجود ہیں جیسا کہ صلۃ بن أشیم کا قصہ جب اللہ تعالیٰ نے اُن کے گھوڑے کو دوبارہ زندہ کیا پچھلے درس میں یہ گزر چکا ہے۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ) کہ شیخ الاسلام کی کتاب ہے "الفرقان" اس کتاب میں شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "وهذا باب واسع" (اور یہ باب واسع ہے) "قد بسط الكلام على كرامات الأولياء في غير هذا الموضع" (کرامات اولیاء تعلق سے تفصیلی بات ہوئی ہے اس جگہ کے علاوہ کسی اور جگہ پر) "وأما ما نعرفه نحن عيانًا" (اور جو ہم جانتے ہیں اپنے مشاہدے سے) "ونعرفه في هذا الزمان؛ فكثير" (اور جو جانتے ہیں اس زمانے میں تو بہت ہی زیادہ ہیں)۔

شیخ الاسلام رحمہ اللہ کے زمانے میں بتارہے ہیں کہ اُن کا مشاہدہ جو ہے کرامات اولیاء کے تعلق سے ان کے زمانے میں بہت زیادہ ہے؛ اور میرے بھائیو! ہر زمانے میں ہے جیسے میں نے عرض کیا ہے اور تا قیامت رہے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ کے اولیاء رہیں گے تا قیامت اور کرامت بھی اللہ تعالیٰ کے اولیاء کے لیے ہوتی ہے تو کرامت بھی تا قیامت رہے گی۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ الاسلام رحمہ اللہ): "وهي موجودة فيها إلى يوم القيامة" (اور یہ کرامت جو ہے دنیا میں موجود ہے تا قیامت)۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کی دلیل کہ تا قیامت موجود ہے دو دلائل ہیں، ایک سمعی ہے دوسری عقلی دلیل ہے۔

سمعی دلیل سے مراد یعنی قرآن اور سنت میں یعنی تا قیامت رہے گی اس کی کیا دلیل ہے؟

شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ): جیسا کہ متفق علیہ حدیث میں آیا ہے معروف قصہ ہے دجال کا اور دجال کی اکثر احادیث متفق علیہ حدیثیں ہیں (صحیح بخاری اور مسلم میں ہیں) کہ دجال جو ہے ایک جوان کو بلائے گا اور وہ جوان وہ شخص جو ہے اہل سنت میں سے ہوگا دجال کو پہچان لے گا اور کہے گا: "تم جھوٹے ہو تم دجال ہو اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کی خبر ہمیں دی ہے"؛ یعنی جو بھی نشانیاں بیان ہوئی ہیں صحیح احادیث میں وہ شخص پہچان لے گا تو دجال آئے گا اس شخص کو قتل کردے گا اس جوان کو اور اس کو دو ٹکڑوں میں کاٹ دے گا ایک ٹکڑا اِس طرف دوسرا اِس طرف اور پھر بیچ میں چل کر جائے گا دجال جو ہے، پھر لوگوں کو دکھائے گا اور بتائے گا کہ دیکھو اسے دوبارہ زندہ کرتا ہوں میں، پھر اس کو جوڑے گا اور وہ شخص زندہ ہو جائے گا وہ جوان جو ہے پھر اُسے کہے گا کہ تم مانو کہ میں تمہارا ربّ ہوں (اُس جوان کو کہے گا)، تو جوان کہے گا: "کہ اس وقت جو میری بصیرت ہے جو تمہارے بارے میں مجھے جانکاری ہے کہ تم دجال ہو میرے لیے بہت ہی زیادہ عیاں اور واضح ہو گیا ہے"؛ پھر دوبارہ کوشش کرے گا دجال اسے قتل کرنے کی تو پھر اسے قتل نہیں کر پائے گا۔

اب یہ اُس جوان کے لیے کیا ہے؟ یہ کرامت ہے۔

اور دجال کب آئے گا؟ دجال جو ہے قیامت کی بڑی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔

یعنی تاقیامت کرامت رہے گی اس کی دلیل ایک تو سمعی ہے متفق علیہ حدیث میں ہے، اور جو دوسری جو عقلی دلیل ہے شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کہ جب کرامت ولایت کے لیے ہوتی ہے اللہ کے اولیاء کے لیے ہوتی ہے اور جو ولایت ہے تاقیامت رہے گی تو کرامت بھی تاقیامت ہی رہے گی۔

یہ چند اہم باتیں تھیں اس موضوع کے تعلق سے اور یہ بہت وسیع باب ہے علماء نے اس پر الگ سے کتابیں بھی لکھی ہیں، تمام باتوں کا جو خلاصہ ہے جو لُب لباب یہ ہے کہ اہل سنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اولیاء کی کرامات ہوتی ہیں ہمارا ایمان ہے اور جیسے میں عرض کر چکا ہوں کہ جو سابقہ اُمتیں ہیں جو قرآن اور سنت میں دلائل موجود ہیں ہمارا اُن پر ایمان ہے اور دلائل کی روشنی میں یہ کرامات ثابت ہوتی ہیں۔

اور بعد میں آنے والے لوگوں کے لیے کرامت کا ثابت ہونا جو ہے وہ ایک چیز کی بنیاد پر ہوتا ہے جیسا کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے اور کئی آئمہ سلف سے یہ ثابت ہے کہ اگر تم کسی شخص کو دیکھو جو ہوا میں اُڑتا ہے یا پانی پر چلتا ہے تو اُس کے لیے کرامت کبھی نہ ماننا جب تک کہ اُس کے قول و فعل کو قرآن اور سنت پر نہ تول لو، اگر اُس کا قول و فعل قرآن اور سنت کے مطابق ہے تو یہ اُس کے لیے کرامت ہے ہم مان لیتے ہیں، اور اگر اُس کا قول و فعل قرآن و سنت کے مخالف ہو تو پھر یہ شخص جو ہے شعبدہ باز ہے یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کبھی کرامت نہیں ہے ایسے شخص کے لیے بلکہ شیاطین کے ذریعے سے اس طریقے سے یہ عمل کر رہا ہے اور لوگ جو دیکھ رہے ہیں وہ شعبدہ بازی ہے نا کہ کرامت ہے اُس شخص کے لیے۔

سوال: مطلب یہ ہے کہ دجال کے قصے میں جو جوان کے لیے کرامت ہے دجّال کے لیے کیا ہے شعبدہ بازی ہے؟

جواب: شعبدہ بازی ہے بالکل اور یہ اللہ کی آزمائش ہے دجال تو اس سے بڑھ کر چیزیں لے کر آتا ہے جیسا کہ صحیح حدیث میں آیا ہے متفق علیہ حدیث میں کہ آسمان کی طرف اشارہ کرے گا بارش برسے گی، زمین پر اشارہ کرے گا زمین اپنے جو خزانے ہیں سونا اُگلے گی۔

یہ سب سے بڑا فتنہ کیوں ہے؟ ہم کیوں دعا مانگتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس فتنے سے مسیح الدجال سے محفوظ فرما وجہ کیا ہے؟ کیونکہ بہت بڑا فتنہ ہے۔

اور متفق علیہ حدیث میں اگر آپ دیکھیں آپ حیران ہو جائیں گے کہ کہاں پر آئے گا، کیسے آئے گا، اور کس طریقے سے کہاں کہاں پر جائے گا، کہاں پر نہیں جاسکے گا، اُس کے ساتھ کون ہو گا کون ایمان لے کر آئے گا، کون نہیں مانے گا، زیادہ فتنے میں کون

قریب ہوگا، کون زیادہ پھسلے گا، کون بچے گا، یہاں تک کہ کہاں پر قتل ہوگا کون قتل کرے گا، کس جگہ پر قتل کرے گا کس چیز سے قتل کرے گا یہ تفصیل کہاں ملے گی آپ کو مجھے بتائیں؟!(سبحان اللہ)۔

یہ ساری چیزیں موجود ہیں اُس کی ابتداء سے لے کر اُس کی انتہا تک۔

تو کوئی شک نہیں کہ یہ دجال جو ہے دجال بھی دجل سے لیا گیا ہے کہ سب سے بڑا جھوٹا، کافر، اور سب سے بڑا فتنہ جو ہے جو آئے گا اور تا قیامت کوئی ایسا فتنہ نہیں ہے، یعنی جو لوگ مر چکے ہیں وہ اس بڑے فتنے سے بچ چکے ہیں۔

آپ کو پتہ ہے کہ قیامت جو ہے جیسا کہ احادیث میں آیا ہے "یوم القیامۃ" یہ تو قیامت کیونکہ ابھی عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے نازل ہونا ہے پھر عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام قتل کریں گے پھر آگے اور بھی مومن ہوں گے لیکن ایک ایسا وقت آئے گا کہ اس روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کا نام لینے والا کوئی نہیں رہے گا پھر قیامت قائم ہوگی بدترین لوگوں پر جو قبروں پر مساجد بناتے ہیں اُن کی نشانی یہ ہے کہ لوگ ہوں گے مساجد بھی ہوں گی قبریں بھی ہوں گی قبر پرستی بھی ہوگی لیکن اللہ تعالیٰ کا نام لینے والے لوگ نہیں رہیں گے پھر ایک ہوا چلے گی جو لوگوں کی آستینوں سے گزر کر جائے گی اہل ایمان کی روح قبض ہو جائے گی ایک مومن نہیں باقی رہے گا سارے مومن مر جائیں گے۔

اور جب دنیا میں کوئی مومن نہیں رہے گا اللہ تعالیٰ کا نام نہیں رہے گا تو پھر دنیا کے خاتمے کی ابتداء ہو جائے گی اور قیامت قائم ہو جائے گی۔ الغرض؛ یہ پچھلے دروس میں گزر چکا ہے آخرت پر ایمان کے تعلق سے مزید ریکارڈنگ آپ سُن سکتے ہیں۔

اگلے درس میں ان شاء اللہ ایک نئے باب سے درس کا آغاز کریں گے کہ اہل سنت والجماعت کا عملی طریقہ کیا ہے اور یہ بھی اہل سنت کے عقیدے کے اصولوں میں سے ایک اصول ہے۔((واللہ أعلم))۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضیٰ بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس (105.العقیدۃ الواسطیۃ) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio